یا اللہ مدد

تعارف......اغراض و مقاصد......نصب العین

اہل السنۃ والجماعۃ

کیا چاہتی ہے؟

شعبہ نشر و اشاعت

اہل السنۃ والجماعۃ

اسلام آباد

فہرست مضامین

- **تعارف:** اہل سنت والجماعت کیا ہے؟ اور کیا چاہتی ہے؟ 5
- تاریخی دستاویزات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے افکار کی اشاعت 10
- اغراض ومقاصد..... نصب العین 13
- نظام خلافت راشدہ کا احیاء: 13
- پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دلانا: 14
- خلفائے راشدین کے ایام پر سرکاری تعطیل کی جائے 15
- شیعہ کے ماتمی جلوس خود شیعہ مذہب کے خلاف ہیں: 16
- پاکستان میں خانہ فرہنگ ہائے ایران کی سرگرمیاں اور اہل سنت والجماعت: 17
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرنے والے گستاخ کے لیے سزائے موت: 18
- اہل سنت والجماعت کیا ہے؟ 19
- اس تحریر میں آپکو درج ذیل سوالوں کا جواب ملے گا 21
- عصر حاضر کی فکری اساس کیا ہے؟ 22
- نئی نسل کو سب سے بڑے کس فتنے کا خطرہ ہے؟ 22
- اہلسنت والجماعت کا پیغام وحدت امت کی علامت ہے: 27

❁ قرآن وسنت کی تشریحات اور دین اسلام کی تعبیر کے لیے صراط مستقیم کیا ہے؟ 33

❁ جدید نسل کو اسلام پر باقی رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات سے شناسائی ہے: 35

❁ اہلسنت والجماعت میں شمولیت کیوں ضروری ہے؟ 38

❁ اہل سنت والجماعت کے مطالبات 41

❁ اہل سنت والجماعت کا نصب العین اور لائحہ عمل 42

تعارف

اہل سنت والجماعت کیا ہے؟ اور کیا چاہتی ہے؟

یوں تو صدیوں سے سنی شیعہ کا تنازعہ چلا آ رہا ہے، اسلامی تاریخ کا کوئی دور، کوئی قرن، کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں شیعہ کی ستم کاریوں سے اسلام کا سینہ چھلنی نہ ہوا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر سقوط ڈھاکہ تک ہر المیہ اور ہر دکھ اسی نامسعود فتنے کی خامہ فرسائی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

"من کتم دینه فاعزو من اظهر فقداستذل." (اصول کافی)

"جو شخص اپنے مذہب کو چھپائے گا۔ عزت پائے گا جو ظاہر کرے گا ذلیل ہوگا۔"

بقول شیعہ یہی وہ تاریخ ساز اصول تھا جس کے پردے میں چودہ صدیوں سے شیعہ عقائد کی غلاظت کو چھپایا گیا۔ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، نور الدین زنگی رحمہ اللہ، فاطمیوں، سلجوقیوں کی معرکہ آرائی، اکبر بادشاہ، مغل حکمرانوں، مدارس عربیہ کے نصاب، بڑے بڑے دینی اداروں، علماء کی مجالس، اکابرین اسلام کی محفلوں، علمی تصانیف، القصہ کوئی ایسی جگہ اور موقعہ نہیں جہاں اپنے اصلی عقائد کو چھپا کر تقیہ جیسے دجل وفریب کے ہتھیار سے شیعہ نے مسلم قوم کو چرکے نہیں لگائے متعہ کے نام پر عورتوں کو بادشاہوں کے درباروں میں سجایا گیا۔ تقیہ کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا اظہار کر کے ہر دور کے مسلمانوں کو فریب دیا گیا۔ شیعہ مذہب کی بنیاد عہد عثمانی میں یہودی النسل عبداللہ بن سبا نے رکھی۔ اس وقت سے یہ مذہب مسلم اقوام کے درپے آزار ہے۔

فتنہ وفساد میں شیعہ کی تاریخ دنیا بھر کی تمام اقوام کو پیچھے چھوڑ گئی۔ عہد حاضر میں تحریک

پاکستان ہو، تحریک ختم نبوت ہو، تحریک نظام مصطفیٰ ہو، ہر جگہ شیعہ نے اپنے زعم میں حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اصول کے مطابق تقیہ کا ہتھیار تھامے رکھا اور امت مسلمہ کو ایسا فریب دیا کہ الامان الحفیظ، تا آنکہ ۱۱ رفروری ۱۹۷۹ء کو ایران میں بادشاہت کا تختہ الٹ کر شیعہ کے روحانی پیشوا خمینی برسر اقتدار آ گئے۔ اس نے چونکہ ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہت کا خاتمہ کیا تھا اور انقلاب بھی اسلام کے نام پر برپا کیا تھا اس لیے مسلم دنیا نے دفعتۃً اس انقلاب کو خوش آمدید کہا۔ ہر مسلمان جو دنیا کے کسی بھی خطے میں آباد تھا چونک اٹھا۔ غیر مسلم سیکولر اقوام نے اس تبدیلی کو مذہبی انقلاب کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت دی۔

دنیا بھر کا میڈیا اور ذرائع ابلاغ کئی ماہ تک اس انقلاب پر تبصرے کرتے رہے۔ تمام اسلامی ممالک سے علماء اور مذہبی زعماء کے وفود سال بھر ایران پہنچ کر خمینی کو مبارک باد دیتے رہے۔

خمینی نے دنیا کے ۴۴ اسلامی ممالک کی طرف سے ناقابل بیان خراج تحسین ملاحظہ کیا تو ہر خطے میں یہ نعرہ لگانا شروع کر دیا۔

لاشرقیہ لاغربیہ
اسلامیہ اسلامیہ
لاشیعہ لاسنیہ
اسلامیہ اسلامیہ

اس دلفریب اور خوبصورت نعرے نے ایسی مہمیز لگائی کہ لادین سیاست دانوں، ملحد حکمرانوں، اسلام سے بے بہرہ دانشوروں، نامور اہل قلم اور بڑے بڑے اہل علم نے عقائد شیعہ کا پورا باب فراموش کر کے خمینی کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے۔ ادھر کئی ضمیر فروش قلمکاروں کی چاندی ہو گئی۔ انہوں نے ایرانی سفارت خانوں اور خانہ فرہنگ ہائے ایران کے نام پر دنیا بھر میں قائم ہونے والے شیعہ کے تبلیغی اڈوں کے ذریعے خوب دولت کمائی کروڑوں روپے کے عوض ہر سال ۱۱ رفروری کو ایران انقلاب کو اسلامی انقلاب قرار دینے میں

کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خمینی اور اس کے پیروکاروں نے دنیا بھر میں شیعہ انقلاب برپا کرنے کا پروگرام بنایا خانہ کعبہ میں ہنگامہ آرائی اسی پروگرام کا حصہ تھی۔ بالآخر کب تک غلاظت کا تعفن پوشیدہ رہتا۔ شیعہ عقائد کی اصلی سڑاند کیونکر مشام جان کو متعفن نہ بناتی۔

صرف دو سال کے عرصہ میں جب خمینی کی تصانیف اور افکار و نظریات ایرانی حکومت کے خرچ پر ۱۳ زبانوں میں شائع ہوئے تو پوری دنیا ششدر رہ گئی۔ ''لاشیعہ ولاسنیہ'' کا نعرہ لگانے والے ایرانی پیشواء کی کتاب کشف الاسرار اور حکومت اسلامیہ جب شائع ہوئیں تو اس میں بغیر کسی تاویل اور اشاروں کنایوں کے بڑی ڈھٹائی، ہٹ دھرمی اور ضد کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرآن کا دشمن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کافر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بدقماش تحریر کیا گیا۔ بس پھر کیا تھا ۴۴ ملکوں کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسلامی انقلاب کے علمبردار ہونے کے دعویدار کی اس اسلام دشمنی نے اپنے ہی امام حضرت جعفر صادقؒ کے اصول کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا دیں۔ جو شیعیت ۱۴۰۰ سو سال سے تقیہ کی سیاہ چادر کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔ جس مذہب کے مطالعہ کرنے والوں نے شروع ہی سے انہیں کافر قرار دیا تھا اور تقیہ کی وجہ سے پھر بھی شیعہ کو غیر مسلم اقوام کی صفوں میں ان کو رکھ نہ سکے تھے۔ ان کے سامنے اسلام کے نام پر پوری دنیا کو فریب دینے والا کفر آشکار ہو چکا تھا۔ دبیز تہوں سے پردہ اٹھ چکا تھا۔

ایرانی حکومت کی سطوت اور ہر موقع پر جنگ آزمائی کا تجربہ رکھنے کی وجہ سے دنیا بھر کی مسلمان حکومتیں مہر بلب تھیں۔ ایسے حالات میں مفکر اسلام مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے انڈیا سے ''شیعیت اور ایرانی انقلاب'' نامی کتاب سب سے پہلے شائع کر کے حق و صداقت کی آواز اٹھائی۔ بیروت سے ''جائدورالمجوس'' اور مصر سے ''ڈاکٹر فتحی'' کا لٹریچر شائع ہوا۔ پاکستان سے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمہ اللہ کی کتاب ''خمینی ازم اور اسلام'' شائع ہوئی لیکن کتابوں کی اس تنقید کے بعد بھی برصغیر اور ایشیائی اقوام میں خمینی کے اسلامی دعویٰ کا سحر نہ ٹوٹا۔

ایرانی ریڈیو کے پروپیگنڈہ اور حرص وآز کی جھنکار نے عالم اسلام کے کئی رہنماؤں کو تماشائی بنا دیا تھا۔ خمینی کے مصنوعی طلسم کو توڑنا آسان کام نہ تھا۔ پاکستان کا شیعہ، ایرانی حکومت کا اہلکار اور دنیا بھر کے سبائی ایرانی انقلاب کو ہر ملک میں برپا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس سلسلے میں ۱۹۸۰ء میں پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے نام سے ایک جماعت بھی بنائی گئی۔ اس جماعت نے شیعیت کے فروغ اور خمینی افکار کے ابلاغ کے لیے نظریہ پاکستان اور اکثریتی سنی ملک کے عقائد کے مقابلے میں ۲ فیصد شیعہ اقلیت کی فقہ کے نفاذ کی تحریک شروع کردی۔

اندریں حالات محض خدا کی تائید اور نصرت الٰہی کے باعث اللہ کی طرف سے پاکستان کے ایک حوصلہ مند اور جری نوجوان مجاہد اسلام حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ کو جرأت عطا کی گئی انہوں نے پاکستان میں سب سے پہلے نہایت بے باکی کے ساتھ خمینی افکار کو برسرعام بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں اسلام سے بغاوت اور کفریہ نظریات کا حامل قرار دیا۔

بس پھر کیا تھا خمینی طلسم کو توڑنا تھا کہ مصائب ومشکلات کے دھانوں نے منہ کھول دیا۔ عواقب اور مصائب کی کالی کالی گھٹائیں چہار سو پھیل گئی تھیں۔ دکھوں اور آلام کی کھائیاں ایک نحیف ونزار مجاہد کو نگلنے کے لیے ہر لمحے تیار کھڑی تھیں۔ میانوالی، ڈیرہ غازی خان، ملتان، فیصل آباد اور لاہور کی جیلوں میں قائد شہید نے طویل عرصہ تک قید تنہائی کے پرخطر لمحات گزارے۔ آپ پر قتل اغواء اور لڑائیوں کے سینکڑوں جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے۔

خمینی اور شیعہ کے خلاف جس جرأت اور بسالت کے ساتھ آپ نے حق وصداقت کی آواز اٹھائی وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ رفض وسبائیت کے خلاف ۱۴ صدیوں میں جب بھی کسی مجاہد اسلام نے آواز اٹھائی وہ ایسی ہی مشکلات کے بھنور میں غوطہ زن ہوا۔ وہ امام احمد بن حنبلؒ ہوں، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ہوں، امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ہوں، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہوں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ہوں، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ہوں، مولانا قاسم نانوتویؒ ہوں، حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ ہوں،

تاریخ کی کونسی ایسی شخصیت ہے جس نے صحابہ دشمنوں کے خلاف آواز اٹھائی ہو اور وہ طمانیت وسکون کی نیند سوتا رہا ہو۔ اسے مصائب کے جھکڑوں نے ہچکولے نہیں دیئے۔ اسے آلام کی گھاٹیوں میں نہیں لوٹنا پڑا وہ تکالیف کی وادیوں میں نہیں اتارا گیا۔ جملہ اکابرین اسلام کی مساعی اور جہد مسلسل ہی کا یہ اثر تھا کہ پاکستان میں حق نواز شہید جیسا جری انسان آگ اور خون کے سمندر میں کود پڑا۔ پہلے بزرگوں کو شیعہ مجتہدین، علماء اور مناظرین سے واسطہ پڑا۔ لیکن یہاں معاملہ برعکس تھا۔ اس موقع پر شیعہ کی مذہبی ایرانی حکومت سے پالا پڑا تھا۔ ایک طرف شوکت وحشمت اور دوسری طرف بے سروسامانی، ایک طرف سطوت و طاقت دوسری طرف صداقت کا فقر پھر دنیا بھر کی کوئی مسلمان حکومت خمینی کے غیر اسلامی نظریات کے خلاف بحیثیت حکومت آواز اٹھانے کو تیار نہ تھی۔ خود غرض سیاست دانوں لادین مسلم حکمرانوں اور اسلام سے بے بہرہ ارکان دولت نے خود بخود مولانا حق نواز جھنگوی شہید ہی کا راستہ روکنا شروع کردیا۔

مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ نے خمینی نظریات اور کفریہ افکار کو روکنے کے لیے ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء کو جھنگ میں انجمن سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی۔ ابتداء میں یہ جماعت صرف جھنگ کی حد تک قائم کی گئی۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۶ء کو اس جماعت کا دائرہ کار ملک بھر تک وسیع کر دیا گیا، ملک بھر میں کام بڑھانے کا اعلان ۱۰ فروری ۱۹۸۶ء کو جھنگ میں ہونے والی آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس میں کیا گیا۔ اس کانفرنس میں لاکھوں عوام اور دو ہزار علماء شریک ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ جماعت ملک بھر میں پھیل گئی۔ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ کی قائم کردہ اس تنظیم کا مقصد قرآن وسنت کا فروغ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کا تحفظ نظام خلافت راشدہ کے قیام کے لیے جدوجہد، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف شائع ہونے والے ایرانی اور دنیا بھر کے شیعہ کے لٹریچر کی روک تھام۔ مدح صحابہ رضی اللہ عنہم کے فروغ اور ردقدح صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعلان سے جب جماعت کا کام شروع ہوا تو اہل سنت کے تمام مکاتب فکر نے اس میں دلچسپی لینا شروع کی۔ رفتہ رفتہ یہ جماعت مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی نمائندہ

بن گئی۔ اس وقت پاکستان کے بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث، حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی علماء اور عوام کی اکثریت اس کے پروگرام سے متفق ہو چکی ہے۔

۲۲رفروری ۱۹۹۰ء کو حضرت مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ کو ایک گہری ایرانی سازش کے تحت گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد پاکستان کے ہر شہر ہر علاقے ہر قصبے میں احتجاج ہوا۔ تین ماہ تک پورے ملک اور دنیا کے تمام ملکوں میں آپ کی المناک شہادت پر احتجاج ہوتا رہا۔ شیعہ کی جارحیت اور ظالمانہ بربریت نے جماعت کے لیے نئے راستے کھول دیئے۔

۶رمارچ ۱۹۹۰ء کو شہید قائد کی دیرینہ رفاقت اور آپ کی زندگی میں بھی جیلوں کے موقع پر آپ کی نیابت کی وجہ سے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کو آپ کا جانشین منتخب کیا گیا۔ سب سے پہلے جماعت کا ترجمان ماہنامہ ''خلافت راشدہ'' (مارچ ۱۹۹۰ء کو) جاری ہوا۔ مرکزی باڈی کے باقی ماندہ عہدوں کی تکمیل ہوئی۔ مرکزی مجلس شوریٰ قائم ہوئی۔ چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کی باڈیاں مکمل کی گئیں۔ دنیا کے سترہ ملکوں میں جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ سب کچھ مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ کی خواہشات اور آپ کے خون کی برکت سے ہوا۔ جب مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کو لاہور سیشن کورٹ میں ۱۸رجنوری ۱۹۹۷ء کو بم دھماکہ میں شہید کر دیا گیا تو ان کے جانشین امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدریؒ کو منتخب کیا گیا۔ پھر جب علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی علمی اور دلائل سے بھرپور جدوجہد کا دشمن جواب نہ دے سکا تو ایک گہری ایرانی سازش کے تحت خیر پور کی سرزمین پر رات کو جلسے سے واپس آتے ہوئے، ۱۷راگست ۲۰۰۹ء کو گولیاں برسا کر شہید کر دیا گیا۔ ان کے بعد جماعت کا سرپرست حضرت خلیفہ عبدالقیوم صاحب کو بنا گیا۔

تاریخی دستاویزات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے افکار کی اشاعت

الحمدللہ ملک اور بیرون ملک تنظیمی کام کئی گنا بڑھ چکا ہے۔ اہل سنت والجماعت کو محض

توفیق ایزدی کے تحت وزیر اعظم حکومتی کمیٹیوں اور اخبارات کے بڑے بڑے فورموں پر اپنا موقف پیش کرنے کی سعادت ملی۔ صحابہ کرامؓ کی برکت کے باعث اب ہر علاقے ہر سوسائٹی ہر طبقے اور ہر محکمے میں اہل سنت والجماعت کا پیغام عام ہو چکا ہے۔ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی کچھ تصانیف اور کتابوں نے اہل سنت والجماعت کے مشن کو عام کرنے میں جو بظاہر کامیابی عطا کی ہے وہ بھی قائد شہیدؒ کے اخلاص ہی کا نتیجہ ہے۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف کو ۲۸ر ستمبر ۱۹۹۱ء کو گورنر ہاؤس، لاہور میں ۴۰۰ سو علماء کی موجودگی میں شیعہ کی قابل اعتراض ۵۶۱ کتابیں پیش کی گئیں۔ اس کے علاوہ تمام کتب کے اصلی عکس پر مشتمل تین زبانوں میں ''تاریخی دستاویز'' تیار کر کے شیعہ کے تقیہ کو چوراہے میں توڑ دیا گیا۔

ملک کے بڑے بڑے شہروں میں جہاں چار سال قبل ایک ایک دو دو یونٹ تھے آج وہاں ۴۰ اور ۱۰۰ یونٹوں کی تعداد پہنچ چکی ہے۔ فروری ۱۹۹۰ء میں مولانا حق نواز جھنگویؒ کی شہادت سے پہلے حالانکہ ۴ سال سے جماعت قائم تھی لیکن اس عرصہ میں ملک بھر میں قتل و غارت کا ایک آدھ واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ تاہم قائد کی شہادت کے بعد جو کچھ ہوا وہ ردعمل اور عوام کے اشتعال کا نتیجہ تھا۔ اب جب بھی جھنگ میں امن قائم ہوتا ہے انگریز کا مراعات یافتہ شیعہ جاگیردار طبقہ جن کا صدیوں سے پرانا اقتدار خاک میں مل چکا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح فساد کے لیے ہر دن نیا حربہ اختیار کرتا ہے۔ ظاہر ہے جس جماعت کے پاس قومی و صوبائی اسمبلی کی سیٹوں اور بلدیاتی ادارہ کا انتظام و انصرام بھی موجود ہو۔ وہ کیونکر اپنے شہر کو بدامنی اور انارکی میں مبتلا کر سکتا ہے۔

جماعت نے ۱۹۹۰ء کا انتخاب جھنگ سے صرف اسی لئے لڑا تھا تاکہ قومی اسمبلی میں ناموس صحابہؓ کے تحفظ کے لیے قانون بنوایا جائے۔ اس کے لیے ابتداء نائب سرپرست اعلیٰ مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کو جماعت نے نامزد کیا جنہوں نے شیعہ جاگیردار امان اللہ خان سیال کو شکست دے کر بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے ۲ر جنوری ۱۹۹۱ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ایرانی

حکومت کی جارحیت کے خلاف آواز اٹھائی، لیکن ۱۰ر جنوری ۱۹۹۱ء کو انہیں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد مولانا اعظم طارق شہیدؒ کو نامزد کیا گیا۔ وہ دو مرتبہ ایم پی اے اور دو مرتبہ ایم این اے منتخب ہوئے۔ ان کو بھی ۶ر اکتوبر ۲۰۰۳ء کو اسلام آباد کی معروف شاہراہ کشمیر ہائی وے گولڑہ موڑ ٹول پلازہ پر اسمبلی جاتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔

اغراض و مقاصد......☆......نصب العین

نظام خلافت راشدہ کا احیاء:

پاکستان کے قیام کو آج تقریباً ساٹھ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے جو حکمران بھی برسر اقتدار آیا اس نے ملک کے عوام کو اسلام کا نعرہ لگا کر دھوکہ دیا۔ کبھی طفل تسلی کے لیے اسلامی نظریاتی کونسلیں بنائی گئیں۔ کبھی مشاورتی کمیٹیاں قائم کی گئیں ہیں۔ کبھی مجلس شوریٰ کا راگ الاپا گیا لیکن یہ سب باتیں ایک فریب یا دھوکہ سے زیادہ حقیقت نہ رکھتی تھیں۔

ہر حکمران نے اسلام، قرآن اور عشق رسول ﷺ کا کئی کئی بار ریڈیو اور ٹی وی پر تذکرہ کیا لیکن ایک چیز جو ہمیں حاصل نہ ہوسکی تھی وہ تھی مکمل اسلامی حکومت، حقیقت یہ ہے کہ ہر حکمران نے قرآن وحدیث کا نعرہ لگا کر اس کی تشریحات انگریزی قوانین اور انگریزی تمدن کی روشنی میں کیں۔ اگر قرآن وحدیث کے عملی نفاذ کے لیے خلفائے راشدین کے ۵۰ سالہ دور حکومت کو نشان راہ بنایا جاتا، ان کے قوانین سے ریزہ چینی کی جاتی، ان کے معارف سے نئی نسل کے قلوب و اذہان کو سنوارا جاتا تو آج یہ ملک عدل و انصاف اور مساوات میں اپنی مثال آپ ہوتا۔ اس کی عدالتوں کے فیصلے ۱۵، ۱۵ سال تک التواء میں نہ پڑے رہتے۔ یہاں قاتلوں کو رشوت دے کر سزا سے بچ جانے کا آسرا نہ ہوتا۔ رشوت، ڈکیتی، بدمعاشی، قحبہ گری، شرک و کفر کی یہ ظلمت شب تیرہ و تار ہوجاتی، عافیت کا کنول کھلتا، سکون اور طمانیت کے زیور سے پوری سلطنت آراستہ ہوتی۔ عرب کے بدوؤں عجم کے خون خواروں، کسرائے ایران کے آتش پرستوں کو جس نظام حیات نے باہمی محبت کی لڑی میں پرو دیا تھا اسی نظام کو آپ نظام الٰہیہ، نظام مصطفیٰ یا نظام خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہیں۔ خلافت راشدہ اصل میں

آنحضرت ﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت کا پریکٹیکلی دور ہے اسی عمل اور تجرباتی زریں عہد کے احیاء کے لیے اہل سنت والجماعت ہر دم کوشاں ہے۔ اہل سنت والجماعت اسی نظام حیات کو پاکستان کے تمام مسائل کا حل قرار دیتی ہے۔ اسی نظام کے ذریعے دنیا بھر میں اسلام کا غلبہ ممکن ہے۔ غلبہ اسلام ہی ہماری اوّلین ترجیح ہے۔

پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دلانا:

اس وقت برطانیہ میں عیسائیوں کے دو فرقے پروٹسٹنٹ اور کیتھولک موجود ہیں، لیکن اکثریتی فرقہ پروٹسٹنٹ ہے جس کے باعث پورے برطانیہ کا پبلک لاء اسی گروہ کے عقائد کے مطابق ہے۔ خود ملکہ الزبتھ جو کیتھولک گروہ سے تعلق رکھتی ہے وہ بھی ملک کی اکثریتی آبادی کے قانون کی پابند ہے۔ اسی طرح ایران میں اکثریتی آبادی شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ وہاں اہل سنت کی پینتیس فیصد (۳۵ فیصد) آبادی کو مساجد تعمیر کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ وہاں کا پبلک لاء شیعہ عقائد کے مطابق ہے۔ مذہبی آزادی کے نام پر دنیا کے کسی ملک میں آج تک علیحدہ پبلک لاء موجود نہیں ہیں۔ اگر کسی ملک میں ایسا ہو جائے تو اس کا نظام مملکت درہم برہم ہو جائے۔ عام طور پر مذہبی آزادی کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ یہاں ہر آدمی اپنے عقائد کے مطابق عبادات کے فریضے کو سرانجام دے سکتا ہے۔ اس کو قانون کی زبان میں پرسنل لاء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کے دین اسلام سے بے بہرہ اور ناعاقبت اندیش حکمرانوں نے اہل سنت کی ۹۷ فیصد آبادی کے عقائد کے مطابق فقہ حنفی کو پبلک لاء قرار دے کر ابھی تک پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار نہیں دیا۔ جس کے باعث مختلف مواقع پر شیعہ اور اہل سنت کے درمیان جھگڑے رونما ہوتے ہیں۔ عشر اور زکوٰۃ کے مسائل پر حکومت کی دو عملی اس کا واضح ثبوت ہے۔ ان حالات میں اہل سنت والجماعت، سنیت کے حقوق کے ترجمان کی حیثیت سے اس کو ملک کے بہترین مفاد کا خیال کرتے ہوئے چاہتی ہے کہ

پاکستان کو فوری طور پر سنی سٹیٹ قرار دے کر شریعت محمدی کی تفصیلی دستاویز فقہ حنفی کو ہر محکمہ میں رائج کیا جائے۔

خلفائے راشدین کے ایام پر سرکاری تعطیل کی جائے

خلافت راشدہ کا دور دنیا کا سب سے درخشندہ عہد ہے۔ خلفاء راشدین کا طرز حکومت سادگی اور رعایا پروری کا عظیم شاہکار ہے۔ خلفاء کی زندگیاں دنیا کے ہر حکمران کے لیے نمونہ حیات ہیں۔ ان کی تعلیمات کی عطر بیز سے ایک زمانہ معطر ہے۔ ان کے اعلیٰ شب و روز، بے انتہا حسین اور قابل فخر ایام تقلید کے حامل ہیں۔ ان کی بیشتر اصلاحات سے غیر مسلموں نے فائدہ اٹھایا۔ ان کے کارناموں نے اقوام عالم کی تاریخ میں اعلیٰ امتیاز حاصل کیا۔

عیسائیوں اور یہودیوں تک نے ان کی عظمت کردار کی گواہی دینے میں کوئی بخل نہیں کیا۔

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ اس کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی ہے۔ اس کی نئی نسل کے قلوب و اذہان کو اسلامی شخصیات سے واقف کرانا سب سے بڑا کام ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے بعد دنیا بھر اسلام کے صفحۂ تاریخ پر خلفاء راشدین سے بڑا کس کا نام ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ناطے ۹، ۱۰ محرم کو دو روز کی سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ پورے عشرہ محرم میں ذرائع ابلاغ صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہیں جب کہ اہل سنت کی اکثریت آبادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومیت ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بڑے بڑے جلسے کرتی ہے، لیکن ذرائع ابلاغ پر شیعہ افسر شاہی کے غلبہ کے باعث خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ایام ہائے شہادت و وفات پر انہیں اہمیت نہیں ملتی۔ ان کے ایام پر ریڈیو اور ٹی وی خاموش رہتا ہے۔ جس سے ملک کی اکثریتی آبادی میں حکومت کے خلاف لاوہ پکنے لگتا ہے۔ نئی نسل خیال کرتی ہے کہ ہماری ساری حکومت نے شیعہ نظریات تو نہیں اپنا لیے۔ اہل سنت والجماعت چاہتی ہے کہ خلفاء راشدینؓ کے ایام ہائے وفات، شہادت پر سرکاری تعطیل کر کے ملک بھر میں ان کے نام پر

مجالس، محافل اور مذاکرات کئے جائیں۔ نئی نسل کو ان کی تعلیمات کا درس دیا جائے۔ فوج میں بہادروں کے لیے ''نشان حیدر'' مخصوص ہے جبکہ اسلام میں سب سے زیادہ فتوحات کا سہرا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سر ہے، جنہوں نے کفار سے ۱۲۶ لڑائیاں لڑیں اور ایک لڑائی میں شکست نہیں کھائی۔ اقوام عالم میں یہ ایسا عجوبہ ہے جس کی مثال آج تک کوئی پیش نہیں کر سکا۔ اس طرح ہمارے فوجیوں کو ''نشان خالد'' بھی ملنا چاہئے۔ مختلف کارناموں پر ''نشان صدیق رضی اللہ عنہ''، ''نشان فاروق رضی اللہ عنہ''، ''نشان عثمان رضی اللہ عنہ''، ''نشان علی رضی اللہ عنہ'' بھی ملنے چاہئیں۔

شیعہ کے ماتمی جلوس خود شیعہ مذہب کے خلاف ہیں:

اس وقت ایران، شام، لبنان اور عراق کی آبادی کا ۵۵ فیصد شیعہ آبادی پر مشتمل ہے۔ ان تمام ممالک میں کسی بھی جگہ محرم کی دس تاریخ کو شیعہ کی طرف سے عزاداری کے ماتمی جلوس نہیں نکلتے اور نہ ایسے جلوسوں کو شیعہ مذہب میں کوئی اہمیت حاصل ہے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان میں شیعہ ایسے جلوس کیوں نکالتے ہیں؟ وہاں اور یہاں کے شیعہ عقائد میں زمین و آسمان کا فرق کیوں ہے؟ ایک جز و اگر دوسرے ممالک میں بھی ان کے مذہب کا حصہ نہیں ہے تو کیا یہاں ان پر کوئی علیحدہ وحی اتری ہے اور یہاں کے مذہب کی تدوین میں ملا باقر مجلسی کے علاوہ کسی اور کا ہاتھ ہے۔

شیعہ کے ماتمی جلوس جہاں حکومت کے لیے ہر سال ایک نیا مسئلہ پیدا کرتے ہیں، وہاں سنیوں کی آبادی میں خنجر بردار جلوسوں کا گزرنا کسی طرح ہلاکت کے خطرات سے خالی نہیں۔ ہر سال محرم میں نقص امن کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ کئی جگہ شیعہ کی تبرا بازی سے اہل سنت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ سینکڑوں شہید ہوتے ہیں، کئی جگہ شیعہ کا بھی نقصان ہوتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو رسم اور طریقہ نہ مذہب کا حصہ ہو، نہ وہ امن عامہ سے مطابقت رکھتا ہو۔ نہ ملک کی اکثریت اس کے حق میں ہو اس کو فی الفور بند کرنے میں کیا حرج ہے؟ یا کم

از کم اسے شیعہ کی عبادت گاہوں تک محدود کر کے ہم بہت بڑے خسارے سے بچ سکتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ شیعہ ان جلوسوں سے اپنی سیاسی قوت برقرار رکھنا اور اپنی بقاء کی جنگ لڑتا ہے۔ ان کے بے رحم خنجر اہل سنت کے حلقوم کو کاٹ کر پورا سال اپنی دھما چوکڑی جمائے رکھتے ہیں۔ دشمنیاں اور عداوتیں جنم لیتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت ایسے جلوسوں کا خاتمہ یا عبادت گاہوں تک محدود کر کے ملک میں ہر قسم کے فرقہ وارانہ مسائل کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتی ہے۔

پاکستان میں خانہ فرہنگ ہائے ایران کی سرگرمیاں اور اہل سنت والجماعت:

پاکستان کی تاریخ میں کسی دوسرے ملک کے سفارت خانوں کی طرف سے بیرونی مداخلت کے لحاظ سے ایرانی سفارتخانہ سب پر بازی لے گیا ہے۔ ایرانی سفارت خانہ کی طرف سے پروگراموں اور فارسی زبان کی ترویج کے عنوان سے خانہ فرہنگ ہائے ایران کے نام پر پشاور، کراچی، لاہور، راولپنڈی، ملتان، حیدرآباد میں بڑے بڑے مراکز کھولے گئے ہیں۔ جن کا حقیقی مقصد پاکستان میں ایرانی اسلحہ اور قابل اعتراض شیعہ لٹریچر کا فروغ ہے۔ سالانہ لاکھوں روپیہ شیعہ کے ذاکرین، مدارس اور اداروں کو دیا جارہا ہے۔ آئے دن اخبارات میں ایرانیوں کی تخریب کاری کی خبریں ہمارے مؤقف کی تائید کررہی ہیں۔

اہل سنت والجماعت پاکستان کی فلاح و بہبود اور امن عامہ کے استحکام کے لیے ضروری سمجھتی ہے کہ یہاں اہل سنت کی اکثریت آبادی کے مقابلے میں ایک اقلیتی گروہ کے نظریات کو مسلط کرنا اور بیرون ملک سے شیعہ انقلاب کو پاکستان میں برآمد کرنے کی کوشش ملک کے خلاف گھناؤنی سازش ہے۔

ایرانی لٹریچر اور ایرانی امداد سے پاکستان میں شیعہ کتب کے فروغ کے باعث یہاں ہر وقت انارکی کا خطرہ ہے۔ اہل سنت والجماعت چاہتی ہے کہ ہر قسم کے قابل اعتراض لٹریچر پر فوری پابندی لگا کر ایرانی سفارت خانوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرنے والے گستاخ کے لیے سزائے موت:

امن کا مفہوم صرف یہ نہیں کہ مسلمانوں کو تو کہا کہ آپ شیعہ کے خلاف تنقید نہ کریں۔ ان کے جلوسوں میں نہ جائیں۔ ان کے جلوسوں کے تحفظ کے لیے پولیس مقرر کی جائے اور خود ان کی طرف سے جھگڑے کے اصل محرک سے صرف نظر کر لیا جائے ان کی قابل اعتراض کتب کو جوں کا توں چھوڑ دیا جائے۔ گویا کہ امن کمیٹیوں کا مقصد شیعہ سے پولیس کی نگرانی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کروانا ٹھہرا۔

اہل سنت والجماعت کا منشا ہے کہ جھگڑے کی اصل بنیاد کو ختم کرنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ اکابرین اسلام کے خلاف لٹریچر اور زبان و قلم سے تکفیر کرنے والوں کے لیے سزائے موت مقرر کی جائے۔ علاوہ ازیں گالی دینے والوں اور تنقید کرنے والوں کے لیے کوڑے اور قید کی سزائیں مقرر کر کے ہم آئے دن کے فساد سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کیا ہے؟

- مصائب و مشکلات کے سمندر کو عبور کر کے جرأت و استقامت پیش کرنے والی اہل سنت والجماعت۔
- مقدمات، گرفتاریوں اور دھمکیوں کے باوجود ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ پر گامزن اہل سنت والجماعت۔
- قتل، اغواء قید و بند کے حوادث سے گزر کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو سینے سے لگانے والی اہل سنت والجماعت۔
- شہیدوں کی حرارت ایمانی اور جرأت کو فروغ دینے والی اہل سنت والجماعت۔
- دنیا کے گوشے گوشے میں، گلی گلی، قریہ قریہ، بستی بستی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کا ترانہ گانے والی اہل سنت والجماعت۔
- مسجد کے محراب سے حکمرانوں کے ایوانوں اور عدالت کے کٹہروں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کا دیپ جلانے والی اہل سنت والجماعت۔
- امام مالک رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے افکار کی وارث اہل سنت والجماعت۔
- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ کے علوم کی امین اہل سنت والجماعت۔
- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، حضرت خواجہ علی ہجویری رحمہ اللہ کی تعلیمات کی پیکر اہل سنت والجماعت۔

❀ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے مشن کی علمبردار اہل سنت والجماعت۔

❀ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ ، مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کے افکار کی ترجمان اہل سنت والجماعت۔

❀ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ (شہید) کی جراتوں کی نقیب اہل سنت والجماعت۔

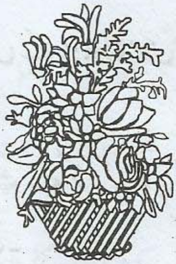

اس تحریر میں آپکو درج ذیل سوالوں کا جواب ملے گا

- عصر حاضر کی فکری اساس کیا ہے؟
- نئی نسل کو سب سے بڑے کس فتنے سے خطرہ ہے؟
- کیا اہلسنت والجماعت کا پیغام وحدت امت کا آئینہ دار ہے؟
- کیا مادیت والحاد سے بچنے کا واحد راستہ صحابہ کرامؓ کی پیروی میں ہر قسم کے فتنے اور بدعات سے محفوظ رہنے کی ضمانت مضمر ہے؟
- قرآن وسنت کی تشریحات اور دین اسلام کی تعبیر کیلئے صراط مستقیم کیا ہے؟
- نئی نسل کو اسلام پر قائم رکھنے کا واحد راستہ کیا ہے؟
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات اور کارناموں سے شناسائی کی اہمیت کیا ہے؟
- اہلسنت والجماعت میں شمولیت کیوں ضروری ہے؟

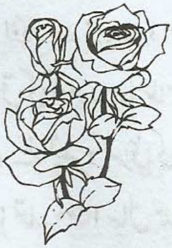

عصر حاضر کی فکری اساس کیا ہے؟

نئی نسل کو سب سے بڑے کس فتنے کا خطرہ ہے؟

دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء کے بعد جب سے دنیا میں صنعتی انقلاب کا آغاز ہوا، ہر طرف مادیت کے جرثوموں سے فکر ونظر کی وادیاں خشک ہوگئیں، اخلاق وہدایت کی روشنی ماند پڑ گئی، فلاح و کامرانی کے ضابطے افادیت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یورپین، ایشیائی، افریقی اور اشترا کی ملکوں میں اخلاق انسانی کی قدریں تبدیل ہوگئیں، اعلیٰ کردار اور عمدہ اطوار کی جگہ معاشی اقدار نے لے لی۔ ہر جگہ خوراک، تجارت، صنعت اور محنت کی اہمیت نمایاں ہوتی رہی۔

مذہب کے پرکھنے اور نظریات کو جانچنے کے سارے معیار صرف ''نان جویں'' کے حصول کے گرد گھومنے لگے۔ ایک وقت تھا کہ کائنات عالم کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد ﷺ اور آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے کردار واخلاق نے اس وقت کی دو سپر طاقتوں ایران، روم اور اقوام عالم کے تمام نظریات و افکار اور مذہب و ادیان کو خیرہ کر دیا تھا۔ عیسائیت و یہودیت اور مجوسیت مسلمانوں کے اخلاق کی تلوار سے اسلام کے آستانے پر جھک گئی تھی۔

محمدی شریعت کے اعلیٰ ضابطوں نے قیصر وکسریٰ کی سلطنت اور ایک درجن سے زائد سلطنتوں کی عمارت کو زمیں بوس کر دیا تھا۔ ۱۴۰۰ سال تک پورے عالم کی فکری اور نظریاتی اساس، اعلیٰ اخلاق اور بے مثال معاشرتی قوانین تھے۔ صنعتی دور نے یہ اساس یکسر اکھاڑ کر رکھ دی، انسانی سوچ اور فہم وادراک کی بنیادیں ہی تبدیل کر دیں۔ عہد حاضر کی فکری اساس ''معاشی تعمیر'' اور اقتصادی برتری کے گرد گھوم رہی ہے۔ ہر قانون، ہر ضابطہ، انسانی زندگی کے لیے کتنا ہی عمدہ اسلوب میں پیش کیا جائے، قوموں کی تعمیر اور انسانیت کی سرفرازی اور

سربلندی کے لیے بڑی سے بڑی کاوش کے ذریعے کیسا ہی دستور تیار کیا جائے، خدائی احکام کی روشنی میں فطری قوانین کا کتنا ہی خوبصورت ڈھانچہ وضع کیا جائے، انسانوں کے محسن اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی اور لازوال ہدایات کا کیسا ہی خوبصورت منشور انسانوں کے قلوب میں اتارا جائے مگر ہر جگہ آپ کو ایک ہی صدا، ایک ہی پکار، ایک ہی واویلا اور ایک ہی ضرورت کا اشتہار نظر آئے گا اور وہ ہے "ضرورت اناج"۔ ہر انسان ہر ملک ہر قوم، ہر بستی، ہر قریہ بھوک اور معاشی تنگ دستی کے خاتمے کے لیے نبرد آزما ہے۔ ہر چیز تج کر اس نے روٹی، کپڑا اور مکان کے حصول کو محور زندگی اور متاع حیات قرار دیا ہے۔

اقوام عالم کی فطری اساس کی اس تبدیلی نے انسانوں کو ایک مشینی جانور بنا دیا ہے وہ صرف مادی ضرورتوں کا غلام بن کر مالک حقیقی اور اس کے بتائے ہوئے مقصد کو فراموش کر بیٹھا ہے۔

دنیا کے بیشتر ملکوں میں مادی ضرورتوں کے محلات تعمیر کر کے جب اندر کے انسان کو تلاش کیا تو وہ بے جان ہو چکا تھا۔ اس کی جمعیت کھو چکی تھی، اس کی ایک دوسرے سے ہمدردی کا جذبہ مٹ چکا تھا، معاشرتی اقدار اور عمدہ اخلاق، حسن سلوک، والدین کا احترام، بچوں پر شفقت، بزرگوں کی عزت، دکھی انسانوں سے محبت کا فطری حسن عنقا ہو گیا تھا۔ اسلام نے اپنی اعلیٰ تعلیمات سے انسانیت کو وحدت کی جس لڑی میں پرویا تھا وہ یہ تھا۔

((المومن للمومن کجسد واحد.))

"مومن مومن کے لیے ایک جسم کی طرح ہے۔"

مادی دنیا میں یہ تمام ضابطے ہار گئے تھے گویا کہ انسانیت اپنی نشوونما کھو چکی ہے۔ پورے عالم کو وحدت امت اور ایک دوسرے کے غم میں شریک ہونے کا جو درس اسلام نے دیا تھا، وہ سبق جدید دور کی مادی ہوس نے فراموش کر دیا ہے۔ عورت کے اصلی زیور "حیا" کو اس کے جسم سے اتار کر اسے آزادی کے نام پر برہنہ کر کے چوراہے میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اسے انسانوں کی بستی میں تجارت کے ایک سودے کی شکل میں شوروم میں آویزاں کر دیا ہے۔

حریت نسواں کے نام پر اس کی نسوانیت اور حیا کے اصلی زیور کو چند ٹکوں کے عوض فروخت کر دیا ہے۔

آج کے دور میں سب سے بڑا فتنہ دہریت، لامذہبیت اور دین سے بغاوت ہے۔ اگرچہ بیسویں صدی کے آغاز میں مذہب سے بغاوت کرنے والے آج خود ہی مذہب کی طرف واپسی کی راہ پر گامزن ہیں، لیکن اس کا زہر ہر شعبے اور سوسائٹی میں ایسے طریقے سے سرایت کر چکا ہے، جس کے لیے زوداثر تریاق کی ضرورت ہے۔ فکر اسلامی کے گہرے شعور اور دین محمدی کی اعلیٰ تعلیمات کا فروغ ناگزیر ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں جس طرح امت مسلمہ کی اکثریت نے فرانسیسی اور برطانوی استعمار کا جوا اتارا ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ لامذہبیت کے عفریت سے اپنا دامن بچا کر اسلام کے آراستہ حسن اور قرآنی تعلیمات کے جمال صباحت سے ہم آغوش ہو جائے۔

انسانوں کی تعمیر کے لیے جس روحانی غذا کی ضرورت ہے، انہیں بہم پہنچائی جائے ...... ان کی فکری اساس کو ان کے فطری نظریات سے ہم آہنگ کیا جائے۔ مادیت اور لامذہبیت کے دیو نے پورے عالم کو جس طرح اپنے خونخوار پنجوں میں جکڑ رکھا ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہمیں بہت محنت کرنا ہوگی۔

امت مسلمہ کا ہر فرد ایک داعی اور مبلغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اکناف عالم کی گمراہیوں اور خدا اور رسول ﷺ سے بغاوت کرنے والے ماحول میں خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو، معصیت و کفران کے طوفانوں میں ثابت قدم رہنے کے لیے اس کا جس جذبے سے سرشار ہونا ضروری ہے، وہ جذبہ ہمیں انگریزی، فرانسیسی اور اشتراکی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے سے میسر نہیں آ سکتا۔ اس ولولے کے لیے ہمیں عالم اسلام کے پورے نظام تعلیم، کو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے افکار سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ اسلام کی عملی تصویر کے اس دور خلافت کو اس گرمی نفس اور جنبش فکر سے آراستہ کرنا ہوگا، جو نصف صدی

تک دنیا کی دوسپر طاقتوں کے مقابلے میں محمدی آفتاب کے ذریعے ایک جہاں کو منور کر چکا ہے۔ عہد حاضر کی یونیورسٹیوں اور کالج ہمیں محمد بن قاسم رحمہ اللہ یا طارق بن زیاد رحمہ اللہ نہیں دے سکتے......انگریزی تعلیم سے آراستہ تعلیم گاہیں صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ ، محمود غزنوی رحمہ اللہ اور ٹیپو سلطان رحمہ اللہ پیدا نہیں کر سکتیں......اسلام کا نام لینے والا اگر غیر اسلامی تعلیم سے آراستہ ہو کر اسلام کے غلبے کا نعرہ بلند کرے گا تو اس سے بڑا اسلام سے کوئی مذاق نہ ہوگا۔

آج کی فکری اساس کو تبدیل کرنے کے لیے عالم اسلام کے ہر مفکر اور مجتہد کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا۔ لادینیت کا چنگھاڑتا ہوا دیو ہماری تہذیب اور کلچر پر پنجے گاڑھ چکا ہے۔ مذہب سے بغاوت اور دین سے دوری نے اسلام کے کئی لعل و گہر چھین لیے ہیں۔ مسلمانوں کی فکری اساس صرف معاشی ترقی کی بجائے، اخروی کامیابی اور دنیوی تعمیر کے اسلامی اصولوں کی آئینہ دار ہونی چاہیے۔ یہ اساس کیسے تبدیل ہوگی، یا نئی بنیاد کیونکر استوار ہوگی، نیا ڈھانچہ کس زاویہ سے تیار ہوگا۔ اس کے لیے غیر اسلامی افکار کا ہر سوتہ بند کرنا ہوگا، لادینی نظریات کے ہر دریچے پر قفل لگانا ہوں گے۔ مسلمانوں کو منافق یا تقیہ باز بننے کی بجائے سچا اور کھرا مسلمان بننا ہوگا۔ مسلمان کہلا کر کفر کے ارتکاب اور اسلام کا حامل ہو کر لادینیت کے فروغ کا فریب ہر سطح پر بند کرنا ضروری ہے۔

مسلمانوں کی فکری اساس مادیت کے طوفانوں میں باقی رہ سکتی تھی، لیکن کیونکر......؟ اقوام عالم کی خامہ فرسائیوں اور ظلمت دہر کے تھپیڑوں میں بھی اس کر فروزاں کیا جاسکتا تھا......مگر کیسے؟

جدید ترقی اور خالص دہریت زدہ سوچ کی موجودگی میں بھی یہ چراغ روشنی دے سکتا تھا مگر کس سبب سے......؟ ہاں اگر امت مسلمہ قرآن وحدیث کے متن کی تفہیم مین پہلے ہی عہد کو کسوٹی بناتی، قرآن کے اوّلین مخاطبین کے طرز زندگی کو حرز جاں قرار دیتی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظامؓ سے فہم قرآن وسنت کے لیے یوزہ گری کرتی...... جاہلیت جدیدہ سے نبرد آزما ہونے کے لیے جاہلیت قدیمہ سے ہم کلام ہونے

والوں سے رہنمائی حاصل کرتی...... ہر قانون کی یادداشت، ہر ضابطے کی عملی تصویر، ہر مشق کا پریکٹیکلی نمونہ، ہر متن کی اصلی تعبیر، ہر اجمال کی حقیقی تفصیل، ہر نکتے کا اصلی حل اسی آئینے سے حاصل کرتی، جس نے آفتاب نبوت کی تابش ضیاء سے براہ راست لمعہ افروزی کی تھی۔ محمدیؐ چراغ کی روشنی سے احاطہ عالم کو منور کیا تھا، خدا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے نور سے صحن چمن کو جگ مگ کیا تھا، بنجر قلوب کو فطری اصولوں کی روشنی سے راحت زا بنایا تھا۔ انسانوں کی فکری ''اساس'' کو مادیت و مغربیت اور دہریت و لادینیت سے محفوظ رکھنے کے لیے محمدی رفقاء (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی عالمگیر اور آفاقی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔

اہلسنت والجماعت ایک طرف انسانوں کی فکری ''اساس'' کے اس حقیقی مرکز کو ہر قوم اور ملک کے سامنے متعارف کرا رہی ہے۔ دوسری طرف اس اساس کو منہدم اور مضمحل کرنے والے اسباب وعلل کو مٹانا چاہتی ہے۔ فکری تباہی کے گرداب میں جان بلب دنیا کا ہر مسلمان اسلام کا دامن تھام کر ہی ضلالتوں کے طوفان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن دامن اسلام کو تھامنے اور قرآن وسنت سے سچی رہنمائی کے لیے ذاتی خیال ورائے کی بجائے فہم اسلام کے لیے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پہلے لوگوں ہی کے وجدان، ادراک کو معیار بنایا جائے۔

اس طرح ایک طرف کم مائیگی کی گمراہی سے ہر شخص محفوظ ہوگا، دوسری طرف قرآن و سنت کے حقیقی حکم کی بجا آوری بھی ہو سکے گی۔

[۱]......﴿فان آمنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا﴾ (القرآن)

''اگر وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لائیں تو ان کا ایمان معتبر ہے، ورنہ گمراہی ہے۔''

[۲]......((علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین .)) (الحدیث)

''تم پر میری اور میرے خلفاء کی سنت کا پکڑنا لازم ہے۔''

[۳]......((اصحابی کاالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم .)) (الحدیث)

''میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کے پیچھے چلو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔''

اہلسنت والجماعت کا پیغام وحدت امت کی علامت ہے:

پاکستان جیسے نظریاتی اسلامی ملک میں دینی جماعتوں نے جب بھی ''نفاذ شریعت'' کا مطالبہ کیا، انگریزی تعلیم وتہذیب سے آراستہ اور دین محمدی سے ناواقف حکمرانوں نے اس مطالبہ سے جان چھڑانے کے لیے کہا''کس فرقے کا اسلام نافذ کریں۔'' اسلام کا نام لینے والے کئی فرقوں کی آڑ میں اس جدوجہد کو سبوتاژ کیا گیا۔ برصغیر میں بدقسمتی سے چند فروعی اور فقہی اختلاف رکھنے والے اہلسنت کے تین گروہوں (بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث) میں کئی مرتبہ آنحضرت ﷺ کے نور یا بشر حاضر وناظر ہونے کے علاوہ نماز میں مقتدی کے لیے رفع یدین کرنا یا بلند آواز میں آمین پکارنے کے مسائل جنگ وجدل اور متنازعہ ومجادلہ کی صورت اختیار کر گئے۔

بسا اوقات تعبیر کے معمولی فرق اور مختلف مسائل میں قرآن وسنت کی تشریح وتفصیل کے اجتہاد وتفاوت نے اسے ہر مسئلہ سے اہم مسئلہ بنا دیا۔ بعض مواقع پر نچلی سطح کے بعض ناواقف اور نادان لوگوں نے فروعی مسائل کو بنیادی اختلافات کا رنگ دے کر مسلم امہ کے مابین ایسی محاذ آرائی کو فروغ دیا کہ یہ جھگڑے کفر واسلام کی جنگوں کا نقشہ پیش کرنے لگے۔

علماء دیوبند کے بعض اکابر کی تحریروں کا ان کے علی الرغم ایسا مفہوم متعین کیا گیا، جس سے کتابوں کے مصنفین آخر دم تک برات کا اظہار کرتے رہے۔ ادھر وفات کے نام پر بعض رسوم کو شریعت اسلامیہ کا حصہ قرار دینے والوں نے سنت وبدعت کی ذاتی تشریح کو حرف آخر قرار دے دیا۔ اسی طرح مقلد، غیر مقلد، حنفی کے اختلاف میں بھی فروعی مسائل ہی ہر طبقے میں اساسی اختلاف کی صورت میں زیر بحث رہے۔

ہر آڑے وقت میں پاکستان میں خصوصی طور پر جب بھی مسلمانون کے اتحاد اور ملی یگانگت کی ضرورت پڑی تو وہ اسلام ہی کا تشخص تھا۔ اس سلسلے میں ''مسئلہ ختم نبوت'' اور ''نظام مصطفیٰ'' اور ناموس رسالت ایسے اسلامی نعروں کے ذریعے پوری قوم کو ایک پلیٹ فارم

پر جمع کیا گیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے حسین اور خوبصورت عنوان نے مسلمانوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کر دیا۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ کے ذریعے ساری قوم متحد ہوئی۔ بے نظیر کے دور حکومت میں ۲۶ رمئی ۱۹۹۵ء کو ناموس رسالت کے عنوان پر آنحضرت ﷺ کے گستاخ کے لیے سزائے موت کو یقینی بنانے کے لیے ہونے والی ہڑتال کے ذریعے ہر مسلمان وحدت کی شاہراہ پر گامزن ہوا۔ مذکورہ تینوں عنوانات نے مسلم قوم کو مختلف اوقات میں ایک جگہ جمع کر دیا۔

انجمن سپاہ صحابہ کے قیام ۶ ر ستمبر ۱۹۸۵ء کے بعد مسلم امہ میں ایک مرتبہ پھر وحدت ملت کی ایسی سوچ نمودار ہوئی، جو مستقل اور پائیدار اتحاد کی ضمانت بن گئی۔ بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کے مابین ہونے والے گھر گھر کے جھگڑے اور فروعی لڑائیاں دم توڑ گئیں۔ چونکہ اہلسنت والجماعت کی عالمی اور فکری کاوش کا محور ناموس صحابہ کے تحفظ اور خلافت راشدہ کے احیاء کے گرد گھوم رہا ہے۔ اس جماعت کے بانی مولانا حق نواز جھنگویؒ کے بین الاقوامی فکر اور مسلم اتحاد کی حقیقی خواہش نے آپ کی شہادت (۲۲ رفروری ۱۹۹۰ء) کے بعد وحدت کے تصور میں ایسا رنگ بھرا کہ صرف سات سالوں میں ملک بھر سے مجموعی طور پر مسلم قوم کے باہمی جھگڑے حیرت انگیز حد تک برائے نام رہ گئے۔ مسلمانوں کے ہر طبقے بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث نوجوانوں کی معتدبہ تعداد جب اہلسنت والجماعت کے پلیٹ فارم پر جمع ہوئی تو مسئلہ ختم نبوت، مسئلہ نفاذ شریعت، مسئلہ ناموس رسالت کی طرح ''تحفظ ناموس صحابہ و اہل بیت'' بھی وحدت امت کی علامت بن گیا۔

ایرانی انقلاب ۱۱ رفروری ۱۹۷۹ء کے بعد جب سے خمینی اور اس کے حواریوں کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تکفیر اور دنیا بھر میں عام کیا گیا، اس وقت ہی سے تحفظ ناموس صحابہ کا عالمی فکر ہر طبقے اور مسلمانوں کے ہر گروہ میں پروان چڑھنے لگا۔ علماء دیوبند کے سرخیل مفکر اسلام مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھارت میں پاکستان کے علماء اہلحدیث کے زعیم اور امام علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ اور علماء بریلوی میں مولانا محمد علی

لاہوریؒ اور علامہ محمد عارف چشتی شہیدؒ نے اسی فکر کو جلا بخشی، جس کی صدا قائد شہید نے بلند کی تھی۔ پاکستان کے ہر شہر اور قصبے میں مسلم فرقوں بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کے مابین ہونے والے تنازعات میں کمی اور لڑائیوں کا خاتمہ ''اہلسنت والجماعت کا تاریخ ساز کارنامہ ہے۔ جس طرح ہر دور میں مسلمان کا فکری ارتقاء اپنے اپنے ماحول کی ضرورتوں کا رہین رہا۔ ۵۰ سال قبل دنیا بھر کے خلاف یک زبان ہوئے، وقتاً فوقتاً لادین حکمران اور انگریزی زلہ خواروں سے نبرد آزمائی بھی امت مسلمہ کا خاصہ رہی ہے۔

ایرانی انقلاب کے بعد دنیا میں مسلمانوں کا فکری محور نظام خلافت راشدہ کے احیاء اور تحفظ ناموس صحابہ کے گرد گھومنے لگا۔ دنیا کا ہر اسلامی ملک جس طرح ایرانی افکار کے اثرات اور خمینی کے شیعی انقلاب سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے۔ سعودی عرب، مصر، لبنان، ترکی، بحرین، کویت، متحدہ عرب امارات، بنگلہ دیش، افغانستان اور پاکستان کی کوئی قابل ذکر جماعت اور کوئی مستند ادارہ خمینی کے دعویٰ اسلامیت کی تائید کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اسی طرح دنیا کے تمام اسلامی ملکوں میں ناموس صحابہ کے تحفظ کا نظریہ اور خلافت راشدہ کے احیاء کا عالمی فکر بھی برابر پروان چڑھا ہے۔ ہر عہد کے فتنوں کی طرح خمینی نظریات کو اسلام کے مقابلے میں ایک متوازی فکر قرار دیا گیا ہے۔ علماء اسلام کے تمام مکاتب فکر اس عنوان پر متحد و متفق نظر آتے ہیں کہ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کا خمینی نظریہ کھلا کفر اور غیر اسلامی نقطۂ نظر ہے۔ ایسے افکار کو اسلام قرار دینا اسلام سے بدترین مذاق ہے۔

مصر کے ڈاکٹر فتحی اور لبنان کے علماء اہل سنت کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ ایران اور شام کی مسلم اور سنی اقلیتوں نے بھی خمینی کے شیعی افکار کو کفر اور غیر اسلامی نقطۂ نظر کا حامل قرار دیا ہے۔ اہلسنت والجماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظامؓ کی توہین و تنقیص اور تکفیر و تفسیق کو قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے تو یہ اس کی ذاتی رائے یا تفرد نہیں، بلکہ اس نقطۂ نظر پر بھی پوری مسلم قوم متفق نظر آتی ہے۔ عصر حاضر کے اس سب سے اہم دینی مسئلے کی طرف توجہ دلانا اہلسنت والجماعت کا شرعی فریضہ ہے۔

امت مسلمہ پر لازم ہے کہ اسلام کی حفاظت کے سب بڑے معیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآنی حکم کے مطابق معیار ہدایت سمجھے اور پھر انہی کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن وحدیث سے شناسائی حاصل کرے۔ نئی نسل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارناموں کے ذریعے اسلام سے وابستہ رکھنے کی جدوجہد کرے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ امت مسلمہ کی وحدت کی علامت قرار پایا ہے۔ بعینہٖ تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور عقیدہ ''خلافت راشدہ'' بھی مسلم فرقوں کے اتحاد کی علامت ہے۔

عصر حاضر کی یہی وہ وجہ مشترک ہے، جس کے جلو میں ملت اسلامیہ کا ہر فرد غلبہ اسلام کی جدوجہد کرسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آئینہ خانہ کے تناظر میں اسلام کی جدوجہد کرنے والا مسلمانوں کی اجتماعی ہمدردی حاصل کرسکتا ہے۔ اسلام کی وہ تعبیر جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیش کی ہے، یہی تعبیر ہر قسم کے تعصّبات اور فروعی اختلافات سے بچا کر صراط مستقیم پر گامزن کرسکتی ہے۔ ہماری اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی بھی مشرب اور گروہ سے تعلق رکھتا ہو، اسلام کی عالمگیر دعوت کے فروغ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دامن سے وابستہ ہوکر عصر حاضر کے سب سے بڑے دینی فریضہ سے عہدہ برا ہوسکتا ہے۔

اہلسنت والجماعت ...... اسلام کے دفاع، اسلام کے فروغ، اسلامی اقدار کے احیاء، اسلامی شریعت کے نفاذ، اسلامی تعلیمات کے ابلاغ اور اسلام کے ہر شعبے کی حفاظت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظامؓ کے افکار کو مرکز ومحور قرار دیتی ہے۔ اس لیے دنیا بھر کا ہر مسلمان جس نہج پر بھی اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اہلسنت والجماعت اس کے لیے محمدی جماعت کی تعبیر وتشریح کا ایسا چراغ روشن کررہی ہے کہ اس کی لمعانیت سے دنیا کے ہر اندھیرے کو منور کیا جاسکتا ہے، اسلام کے ہر شعبے میں بلاخوف وخطر آگے بڑھا جاسکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار بنانے سے انسان جدید فرقہ بازی کی بحث اور تعصّبانہ گروہ بندی سے محفوظ رہ سکتا ہے:

عہد حاضر میں برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو اس تلخ حقیقت کا سامنا ہے کہ اہل سنت میں بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث تین طبقوں میں ہر ایک کو سچا سنی اور اہل سنت ہونے کا دعویٰ ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسائل کے اختلاف کے باوجود ہر ایک اپنے آپ کو حق و صداقت کا حامل قرار دے رہا ہے۔ نئی نسل کی بڑی تعداد حق کی تلاش میں کنفیوژن کا شکار ہے۔ ہر مولوی، ہر نہج اور ہر محقق کے دعویٰ حقانیت کو پرکھنے کا راستہ کیا ہے؟ اختلافات کی اس وسیع خلیج میں صراط مستقیم کس نہج اور طریقے کو قرار دیا جائے گا۔ کیا قرآن و حدیث کی وہ تشریحات جو آج کے دور میں ہر مکتب فکر پیش کر رہا ہے۔ بلا چوں و چراں تسلیم کر لی جائیں، ہر دعویٰ کو سچا مان لیا جائے۔ اس صورت میں تو حق و صداقت کے حقیقی مرکز و مصدر کئی گروہ قرار پا جائیں گے، متضاد افکار ہی جادہ حق پر براجمان ہو جائیں گے۔ عام مسلمان فکری انتشار اور گروہی تنازعات کے گرداب میں جاں بلب ہو جائے گا۔

ظلمت دھر کے ایسے اندھیروں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افکار ہی روشنی مہیا کر سکیں گے، جن کو معیار اور کسوٹی قرار دینے والا کبھی صراط مستقیم کے بارے میں اضمحلال اور عدم طمانیت کا شکار ہو نہیں سکتا ہے۔

فرقہ وارانہ اختلافات، فقہی اور فروعی مسائل کے تفاوت، سنت اور بدعت کی تمیز، قرآن وحدیث کا صحیح مفہوم متعین کرنے کا حقیقی اور سچا طریقہ بلا تامل اس کے سامنے روشن ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ قرآن اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہتر اس کے مفہوم و معانی اور مطالب و مفاہیم کو کون واضح کر سکتا ہے۔

قرآن و حدیث کی تعبیر کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چوکھٹ پر سر رکھنے والا، محمدی جماعت کے آستانے پر جبہ سائی کرنے والا اسلام کے کسی بھی مسئلے میں فکری اور نظریاتی کم مائیگی اور علمی وابدی ہدایت کی روشنی سے محروم نہیں ہوسکتا۔ زمانوں کے مدوجزر اور قوموں کے نشیب و فراز اس کے ایمان کو پرمژدہ نہیں کر سکے۔

اہلسنت والجماعت دیانت داری کے ساتھ یہ سمجھتی ہے کہ قرآن و سنت کی حقیقی تعلیم

صحابہ کرامؓ کی رہنمائی کے بغیر میسر نہیں آ سکتی۔ جن لوگوں نے اس دریچے سے صرف نظر کیا، وہ کبھی اہل قرآن کے نام پر منکر حدیث ہو گئے۔ دعویٰ مسیحیت کے نام پر منکر ختم نبوت کہلائے، حب اہل بیت کے دعووں کے فریب میں دشمن اسلام قرار پائے۔

کسی نے معراج کا انکار کیا، کوئی معجزات رسول ﷺ سے پہلو تہی کرنے لگا، کوئی نور و بشر کی بحث میں الجھ کر جادہ مستقیم سے ہٹ گیا، کوئی محبت اولیاء میں توحید الٰہی سے دامن کش ہوا، کوئی کرامات اولیاء میں کھو کر تصوف کی اصلی شاہراہ سے ہٹ گیا کسی نے سنت رسول ﷺ سے منہ موڑ کر بدعات کو حرز جاں بنایا، کوئی قرآن کے ظاہری مفہوم کو دیکھ کر اس کے حقیقی مقتضی کا انکار کر بیٹھا۔

جس شخص یا قوم نے بھی قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظامؓ کی تعلیمات سے منہ موڑا، وہ اپنے اپنے زمانوں میں ضلالت و غوایت کے ایسے ایسے گہرے گرداب میں اوندھے منہ گرے، جہاں افکار اور من گھڑت نظریات نے انہیں طویل مدت تک فکری گمراہی کا سزا وار بنائے رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے اسلام کی رہنمائی حاصل نہ کرنے والا ایک وہ گروہ ہے، جو اپنے تئیں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور انگریزی تعلیم و تمدن میں سرتاپا ڈوبا ہوا ہے۔ اس کی اکثریت بھی اگر اسلام پر عدم اعتماد اور دینی اقدار سے منحرف نظر آتی ہے تو اس کی وجہ بھی اسلام کے لیے حقیقی مرکز سے ریزہ چینی نہ کرنا ہے۔ اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے والا اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس کو سمجھنے کے لیے کسی نہ کسی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ رہنمائی صرف ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' کی تعلیمات سے وابستہ ہے۔

ہاں ...... اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اختلاف ہوا تو آپ کو اسلام نے یہ بھی اجازت دی ہے کہ دونوں نقطہ ہائے نظر میں کسی پر بھی عمل کریں تو آپ ضرور ہدایت پا جائیں گے۔

قرآن وسنت کی تشریحات اور دین اسلام کی تعبیر کے لیے صراط مستقیم کیا ہے؟

عصر حاضر کے تمام تعصّبات، فروعی مسائل کی جنگ، معمولی اختلافات سے بچنے کا واحد حل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے قرآن وحدیث کا ادراک ہے۔

یہ ایسی شاہراہ ہے، یہی ایسا آئینہ خانہ ہے، یہی ایسا روشن اور تابندہ راستہ ہے، یہی ایسا اولوالعزم اور تاباں نقطہ نظر ہے، جس کے ذریعے بدعات کے محلات زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ فروعی اختلافات کی آگ سرد ہو جاتی ہے، عقائد وافکار میں عجمی افکار کی آمیزش ختم ہو جاتی ہے، کفر وشرک اور معصیت وگناہ کے سارے دریچے بند ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں پراگندہ افکار کی آمیزش کے خطرات ٹل جاتے ہیں، معنی ومفہوم کے زیر وبم تعبیر وتشریح کی بوقلمونی حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افکار کی روشنی میں قرآن عظیم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقتضی اور اصلی تقاضا ایسے تابناک عنوان کے ذریعے سامنے آتا ہے، جس سے انسانیت کو تمام دکھوں کا علاج مہیا ہو جاتا ہے۔

محمد جماعت کی تشریحات نے کائنات عالم کے تمام مسائل کا حل خدائی اور محمدی دستاویز کی صورت میں انسانوں کے سامنے آویزاں کر کے اسلام کی کاملیت کو آشکار کیا ہے۔ اہلسنت والجماعت اسلام کی اسی تفسیر وتوضیح کو تسلیم کرے گی، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مہر تصدیق ثبت کی ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن فرامین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث قرار دیا، وہی احادیث ہیں۔ قرآنی رموز اور محمدی اسرار کی وضاحت ہم صرف صحابہ کرام سے مانگتے ہیں۔

مذہبی اختلافات کے دور جدید میں یہی نسخہ کیمیا ہے، فرقہ وارانہ تعصّبات کے زہر کا یہی تریاق ہے۔ فروعی مسائل کی اونچ نیچ کا واحد حل یہی اسواہ حسنہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فکر ہی طمانیت وقرار کا ضامن ہے۔ عافیت وامن کا گہوارہ ہے، اسلام کے خلعت امن کا شاہکار ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکول آف تھاٹ کی تشریح وتفصیل ہے۔

افکار و توہمات کے ہجوم سے مایوس لوگو!...... فکر و نظر کی غوغا آرائی سے مضمحل اقوام!...... تمہاری ہر بیماری کی شفا، ہر دکھ کی دوا، ہر مشکل کا حل، ہر کرب کے زخم کا علاج، ہر مردہ فکر کی آسودگی کا نسخہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظامؓ ...... کی تعلیمات اور ان کی زبان سے نکلی ہوئی قرآن و حدیث کی تشریحات ہیں...... لاعلاج مریضوں، فکری اور نظریاتی بیماروں کے لیے۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

حقیقت و اصلیت کے مذکورہ اظہار کے بعد ہم ہر مسلمان سے التماس کریں گے کہ وہ دنیا کے جس خطے اور گوشے میں مقیم ہے، جس شعبے اور سوسائٹی میں کام کر رہا ہے، ملازمت، محنت مزدوری اور کاروبار، تجارت کے جس طرز پر گامزن ہے، وہ ناموس صحابہ کے تحفظ اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کے لیے اہلسنت والجماعت میں شمولیت اختیار کرے۔ مدح صحابہ کے فروغ اور ردقدح صحابہ کے اظہار کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے، محافل عظمتِ صحابہ کرامؓ قائم کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے فروغ کے لیے زبان وقلم اور تحریر وتقریر کے ذریعے حتی المقدور کوشاں رہے۔

ضروری نہیں کہ اہلسنت والجماعت کو پیش آمدہ مشکلات میں اپنا حصہ ڈالے وہ ایک خاموش مبلغ، بے ضرر عاشق زار کی طرح اس کوچے میں صحرا نوردی بھی کر سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے فروغ کا کام کسی نام کے بغیر سرانجام دے سکتا ہے۔ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس عربیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افکار کی مہک پھیلا سکتا ہے، صحابہ دشمنوں کے خلاف آواز بلند کرنے کی قوت نہ رکھنے والا مسلمان بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے ابلاغ کے عنوان پر اس عظیم جدوجہد میں شامل ہو سکتا ہے۔

عہد حاضر میں جہاں مسلم امہ کی زبوں حالی میں مغربی الحاد اور لادینیت کا سب سے بڑا دخل ہے، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افکار سے محرومی نے بھی ہمارے نظریاتی زوال میں اہم کردار ادا کیا ہے، حکماء تو دنیا کا ہر مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کا سپاہی

ہے، حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مقتداء ماننے والا ہر شخص ہمارا رضا کار ہے، تاہم اگر وہ فکری وحدت کے اس دائرے میں داخل ہو جائے، جو اس عظیم مشن کے لیے برسر پیکار ہے تو اس کے کام کی روشنی اس کے پورے ماحول کو منور کر سکتی ہے، اس وقت تعلیمی اداروں کے علاوہ، کارخانوں، فیکٹریوں کے مزدوروں، زمینداروں، کسانوں، تاجروں اور عام مسلم نوجوانوں کے ہر فرد اہلسنت والجماعت کے افکار کے فروغ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے...... ہمیں بلا چوں و چرا اس دعوت کو عام کرنے اور اس لائحہ عمل کو گھر گھر تک پہنچانے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔

جدید نسل کو اسلام پر باقی رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات سے شناسائی ہے:

راقم نے دینا کے دو درجن سے زائد مسلم اقلیتی ملکوں میں بطور خاص اس حقیقت کو ملاحظہ کیا ہے کہ دنیا بھر کا مسلمان اپنی اولاد اور نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے باب میں سخت بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے، اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اسلامیت کو اپنی اولاد کے قلوب و اذہان مین کس طرح آویزاں کرے، اپنے اپنے ملکوں کی معاشرتی قباحتوں، مغربی تہذیب و تمدن کی آلائشوں، انگریزی اور امریکی سکولوں کی تعلیمی اور فکری روایتوں سے یکسر منحرف ہو کر وہ اپنی نسل کی دینی تربیت کس طرح کرے؟

اصلاح عمل کے لیے وہ کون سا راستہ اختیار کرے جس کے باعث اس کے لڑکے اور لڑکیاں اس کے آبائی دین اسلام پر قائم رہ سکیں۔ جدید الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی تہذیبی گمراہیوں کے چنگھاڑتے ہوئے منہ سے بچانے کے لیے وہ کدھر جائے، انسانی زندگی کی متاع و مال کو گنوانے کے بعد تو کمایا بھی جا سکتا ہے، وہ کسی بھی ذریعے دوبارہ دولت دنیا پا سکتا ہے لیکن اگر اس کا قیمتی اثاثہ اولاد ہی اس کے دین سے نکل گئی، اس کی تہذیب یعنی اسلامی افکار سے باغی ہو گئی، اس کی ساری زندگی کی متاع لٹ گئی۔

تو اب وہ کیا کرے؟ کہاں صدا لگائے؟ کتنے لوگ ہیں جن کے لڑکوں نے تہذیبی خودکشی کر کے ہندو بن کر ہندو لڑکیوں سے شادیاں کیں، کئی مسلم دوشیزائیں ہیں جو گوروں سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں، یہ دکھ کس کے سامنے روئے، یہ آواز کہاں بلند کرے، کس سے غوغا آرائی کرے، دولت کے حصول کے لیے در در ٹھوکریں کھانے والا اولاد سے دامن کش ہوکر کس گڑھے میں چھلانگ لگائے،

مسلم تاکین وطن اور اقلیتی مسلم آبادیوں کا یہ کرب اور دکھ آپ کو دنیا کے ہر ملک میں واضح طور پر نظر آئے گا، ادھر مسلم اکثریتی آبادی کے ملکوں کی نئی نسل بھی جدت طرازی کی چکا چوند روشنی میں اسلام کی تہذیبی اقدار کو فراموش کر چکی ہے، ہر جگہ عریانیت وفحاشی اور میڈیا کی بے حیائی نے غیرت وحیاء کے سارے زیور اتار کر انسان کو چوراہے میں ننگا کر دیا ہے۔ والدین حیرت واستعجاب میں تاکتے تاکتے مجبور محض ہوگئے ہیں، اسلام کی فکری بنیادیں اکھڑ رہی ہیں، محمد تہذیب کا گلشن مرجھا رہا ہے، سارا ماحول لادینیت کے تعفن سے اٹا پڑا ہے، بڑے بڑے مسلم گھرانے جن میں کبھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی، اب وہاں فرائض الٰہی پر عمل کرنے والا بھی نظر نہیں آتا۔

انگریزی تعلیم تو عیب نہ تھی لیکن اس کے اندر سے جب انگریزی تہذیب برآمد ہوئی تو اس نے انسان کی اسلامیت پر شب خون مار کر اسے محمدی انسان کی بجائے انگریزی اور مغربی حیوان بنا دیا۔

فکر اسلامی کے گرد گھومنے والے اذہان فسق وفجور اور معصیت وکفران کی وادیوں میں ایسے گرے کہ انہوں نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا اور ان کے کردار نے عظمت رفتہ کو قصہ پارینہ بنا دیا، من گھڑت ناولوں، جاسوسی کہانیوں، ششدر کر دینے والی تحریروں، بے بنیاد افسانوں نے ایسا رنگ دکھایا کہ ایک مسلمان کے سامنے اس کی اپنی تاریخ شرما کر ہار گئی۔ اس کا ماضی روٹھ کر منہ موڑ گیا، اس کے اسلاف کی کہانیاں بے اثر ہوگئیں، اس کے درخشندہ اوراق جن سے غری مسلم قوموں نے حظ وافر حاصل کیا تھا بوسیدہ چیز بن کر رہ گئے، ضروری ہے کہ ضلالت و

گمراہی کی ان وادیوں میں روشنی حاصل کرنے کے لیے ایک دفعہ پھر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات سے ریزہ چینی کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنگی کارناموں اور جرأت و بسالت پر مشتمل حیرت انگیز سچے واقعات سے نئی نسل کو ہم آغوش کریں۔

شیکسپیر کے ڈراموں کی بجائے انہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سچی روایات سے مزین کریں۔ ہٹلر اور مسولینی کی بجائے انہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، طارق بن زیادہ رحمہ اللہ، محمود غزنوی رحمہ اللہ، صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ اور محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی سچی کہانیوں سے روشناس کرائیں، دنیا بھر میں مسلمان جہاں بھی مقیم ہے اس کی اصلاح، اس کے ایمان کی تازگی، اس کی دینی رہنمائی، عملی اصلاح، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افکار و نظریات سے رہنمائی حاصل کرنے میں مضمر ہے، مسلم خواتین کے لیے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے تابناک کردار سے بہتر کوئی کردار نہیں، نئی مسلم جوان نسل کے لیے حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اسلامی سپہ سالاروں اور خدا ترس حکمرانوں کے درخشندہ کردار سے بہتر کوئی ہدایت نامہ نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے بہتر اسلام کی کوئی تجرباتی تصویر نہیں۔

آج کا مسلمان جس ماضی سے کٹ کر مارا پھر رہا ہے، اسے دوبارہ اپنی اقدار پر سجدہ ریز ہونا ہوگا، ورنہ الحاد و مغربیت کا یہ کھلا ہوا منہ ایسے طریقے سے نگلنے کو بے تاب ہے کہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

آیئے!...... مسلم امہ کے آنگن میں روشن اس آفتاب سے روشنی پائیں......

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے تابندہ کرداروں سے حیات مستعار کے دن سنواریں...... دنیائے کفر سے منہ موڑ کر اسلامیت اور محمدیت کو سینے سے لگائیں...........

کفر و شرک کے اندھیروں میں جماعت رسول کے چراغ جلائیں...........

محمدی اصولوں پر قائم صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو حرز جان بنا کر نئی نسل کو اسلام پر باقی رکھیں

خدائی دستاویز (قرآن) اور محمدی مشعل (احادیث) کے جواہرات کو سمجھنے کے لیے پہلے عہد کے لوگوں کو رہنما تسلیم کریں............

اپنی بولیاں بند کر کے انہی کرنوں سے صحن چمن کو منور کریں............جو آفتاب رسالت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صورت میں روشن ہیں۔

ہمیں ذاتی عقل، انفرادی سوچ، انا؟؟؟؟؟ کے تمام جاہلانہ تصورات سے تہی دامن ہو کر جماعت رسول پر اعتماد کرنا چاہیے۔ خدائی اور محمدی تصریحات کو جوان کی ثقاہت اور استناد کی گواہ ہیں دل و جان سے تسلیم کرنا چاہیے، پھر سارے دین کی تفہیم اور ساری شریعت کو جاننے کے لیے اسی جماعت کو آئیڈیل قرار دینا چاہیے۔ بلاشبہ انسانوں کی ہدایت کا اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں، جس کے مطابق ایک شخص خدا اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات ان کی قابل فخر جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے ذریعے با آسانی سمجھ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوسکتا ہے......

اہلسنت والجماعت میں شمولیت کیوں ضروری ہے؟

ان تمام حالات کے بعد آپ کو یقیناً یہ بات معلوم ہوگئی ہوگی کہ اہلسنت والجماعت کے مشن اور نصب العین کی حمایت اور اس کے پروگرام میں ہر مسلمان کی شمولیت کیوں ضروری ہے؟

اہلسنت والجماعت کی دعوت کے دو مرکزی نقطے ہیں، غلبہ اسلام کی جدوجہد اور ناموس صحابہ کا تحفظ۔ پہلا نقطہ وہ عظیم مقصد ہے جسے قرآن عظیم میں لیظھرہ علی الدین کلہ کے تحت محمدی نبوت کا حقیقی نصب العین قرار دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنا میرے رسول کی آمد کا حقیقی مقصد ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی آمد و بعثت کا حقیقی نصب العین کن لوگوں کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچا، اسلام کی ساری تاریخ گواہ ہے پوری دنیا پر دین اسلام کا غلبہ اس وقت ہوا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دنیا کی دو بڑی طاقتوں قیصر و کسریٰ کو زیر و زبر کر کے ۲۲ لاکھ

مربع میل کے خطے پر محمدی شریعت کو نافذ کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تاریخ ساز کامیابی سے مقصد نبوت کی تکمیل ہوگئی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دور نبوت میں بھی اسلام کے غلبے کے لیے خلافت راشدہ کو آلہ اور ذریعہ بنایا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے مقاصد کی تکمیل بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی فتوحات کا ثمرہ ہیں تو آج بھی دنیا بھر میں اسلام کا غلبہ اور اس کی شان وشوکت دور خلافت راشدہ کی پیروی اور ان کے اصولوں پر عمل درآمد میں ممکن ہے۔ ہم لاکھ مرتبہ اسلام اسلام کے راگ الاپیں جب تک اسلام کے تجرباتی دور خلافت راشدہ کو مشعل راہ نہیں بنایا جائے گا، ہم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ غلبہ اسلام کی جدوجہد ہمارا مرکزی نقطہ ہے اور اس جدوجہد کا مرکزی نقطہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی عظمت کا فروغ ہے۔ اگر کوئی شخص خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو نہ مانے، ان کی عظمت ہی کا منکر ہو، ان کو کافر ومرتد اور زندیق قرار دے تو ہم غلبہ اسلام کی جدوجہد ہی نہیں کر سکتے۔ سب سے پہلے غلبہ اسلام کی جدوجہد کے مرکزی کرداروں کی ثقاہت وعظمت پر ایمان لانا ہوگا...... اہلسنت والجماعت اس جدوجہد کو حرز جاں بنا چکی ہے، ہمارا دوسرا مرکزی نقطہ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کا تحفظ ہے۔ ایران کے خمینی انقلاب کے بعد جس طر روافض نے دینا بھر میں اپنے سابقہ کردار اور روایات کی روشنی میں نئے انداز سے ۱۴۳ زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم (امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن) کی تکفیر کا بازار گرم کیا اس پر اگر خاموشی کا اظہار کیا جاتا اور اس کفر صریح سے امت کو خبردار نہ کیا جاتا تو آج پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں شیعہ انقلاب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر وتفسیق کا بازار گرم ہوجاتا، اس صورت میں اسلام کی ساری عمارت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جدوجہد اور گواہی وکارگزاری کا ثمرہ ہے، زمین بوس ہوجاتی......

اہلسنت والجماعت نے امت مسلمہ کو اسلام کے نام پر اسلام میں نقب لگانے والوں سے خبردار کر کے ۱۵ ویں صدی کا سب سے بڑا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے۔ منافقت ودجل کے پیکروں کو بے نقاب کر کے پوری امت کو اسلام دشمنوں کی دسیسہ کاریوں سے محفوظ رکھا ہے۔

بعض لوگ اہلسنت والجماعت کی اس جدوجہد کو فرقہ واریت کا نام دے کر جو جھوٹا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں ان میں کئی حضرات کو اس کے نصب العین ہی سے واقفیت نہیں، کئی لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم دشمنوں کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اس عالمی مذہبی اور دینی جماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت میں ہمارا مشن غلبہ اسلام کی جدوجہد اور ناموس صحابہ رضی کا تحفظ ہے اس میں شریک ہونا ہر مسلمان کا مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

اگر آپ حضرات اپنی مصروفیات اور بعض مجبوریوں کے ساتھ اس جماعت میں باقاعدہ شامل نہیں ہو سکتے تو کم از کم اس کے مشن کے فروغ اور نصب العین کے ابلاغ میں معاون بنیں، اس کا دعوتی لٹریچر عام کرنے، اس کے سالانہ امدادی فنڈ کا ٹکٹ حاصل کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کریں...... اگر آپ کسی جگہ سرکاری ملازم ہوں، یا کسی تعلیمی ادارے میں کام کر رہے ہوں، وہاں بھی اہلسنت والجماعت کے عالمگیر پیغام کو پھیلا سکتے ہیں۔

اہلسنت والجماعت میں شمولیت کے لیے ضروری ہے کہ آپ ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں، اسلام دشمنوں کی کارروائیوں کو ختم کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے ابلاغ کا جذبہ رکھتے ہوں، اہلسنت والجماعت کے مشن اور نصب العین کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوں۔ آپ کا تعلق مسلمانوں کی کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت سے ہو۔ آپ وحدت امت کے اس عظیم پلیٹ فارم پر عہد حاضر میں ہر مسلمان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں......

مجھے امید ہے کہ اس مختصر تحریر کے بعد آپ عقائد کی تصحیح، معاشرتی زندگی اور نئی نسل کی تعمیر...... کو اسلام کا سچا نمونہ بنانے کے لیے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ تصور اسلام اور تعبیر شریعت کے ذریعے ہر قسم کی بدعات و رسوم، من گھڑت افکار...... بے بنیاد نظریات...... سے نجات حاصل کر سکتے ہیں...... یہی وہ فکری اساس ہے...... جس کے ذریعے ہر مسلمان کا اہلسنت والجماعت میں شامل ہونا ضروری ہے...... خواہ حنفی ہو، شافعی ہو، حنبلی ہو، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ہو۔